بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۱۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۸۳

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

خطبہ نمبر ۲

یوم پنجشنبہ

ایڈیٹر غلام نبی — قیمت ایک آنہ

مدینۃ المسیح

قادیان ۶ ماہ صلح ۱۳۲۱ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو پیٹ درد کی شکایت ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ جناب چودھری حاکم علی صاحب متوطن چک پنیار ضلع گجرات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی تھے۔ صرف ایک شب وجع الفواد سے بیمار رہنے کے بعد آج صبح چھ بجے حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ کل صبح دس بجے ہوگا۔ مرحوم نہایت متقی اور سلسلہ کے ساتھ گہرا اخلاص رکھنے والے تھے۔

جلد ۳۰	۸۔ ماہ صلح ۱۳۲۱ ہش	۲۰۔ ماہ ذوالحجہ ۱۳۶۰ ھ	۸۔ ماہ جنوری ۱۹۴۲ء	نمبر ۷

خطبۂ عید الاضحیہ

سورۂ کوثر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑی جماعت عطا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی پیشگوئیاں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹۔ ماہ فتح ۱۳۲۰ ہش مطابق ۲۹۔ دسمبر ۱۹۴۱ء

مرتبہ۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

تشہد و تعوذ۔ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۂ کوثر کی تلاوت کی۔ اس کے بعد فرمایا:۔

آج سے کوئی

سوا تیرہ سو سال پہلے

یا اس سے کچھ زیادہ یہ سورۃ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اور آپ کے ساتھیوں کی یہ حالت تھی۔ کہ باہر نماز بھی ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اور آپ کے پیغام کو ماننے والے صرف چند ہی آدمی تھے۔ جب آپ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی۔ تو معتبر تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت تک مکہ مکرمہ کے

کل ۸۲۔ آدمی

آپ پر ایمان لائے تھے۔ مگر یہ تو آخری دنوں کی بات ہے۔ اس سے پہلے یہ حالت تھی۔ کہ صرف چند آدمی ہی آپ پر ایمان لائے تھے جن کی تعداد پندرہ سولہ سے زیادہ نہیں تھی۔ مکہ کی آبادی گو وہ بہت بڑا شہر نہیں ہے۔ اور نہیں تھا۔ مگر پھر بھی اُس وقت آٹھ۔ دس ہزار کی معلوم ہوتی ہے۔ اور آٹھ دس ہزار کی آبادی میں سے ایک دو درجن کے قریب آدمیوں کا ساتھ ہونا۔ اور سارے شہر کے لوگوں کا مخالف ہونا۔ اور ایسا مخالف ہونا۔ کہ ہر وقت اُن کا مسلمانوں کی جان لینے کے فکر میں رہنا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ

سالہا سال تک مکہ میں مسلمانوں کی کیا حالت

ہوئی ہوگی۔ چنانچہ اس بات کو دیکھ کر کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صرف چند آدمی ایمان لائے تھے۔ جو مکی زندگی کے پہلے سالوں میں دو تین درجن تک تھے۔ اور آخر میں چھ سات درجن تک ہو گئے۔ اور ادھر یہ دیکھ کر کہ آپ کی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھا۔ آپ کے دشمن اپنی نابینائی اور اندھے پن کی وجہ سے یہ خیال کرتے تھے۔ کہ یہ شخص

دین سے بھی گیا اور دنیا سے بھی

وہ کہتے تھے۔ کہ روحانی لحاظ سے بھی اس کے ماننے والے کوئی نہیں۔ اور جسمانی لحاظ سے بھی نرینہ اولاد سے محروم ہے۔ ہماری پنجابی زبان میں جیسے کسی کی تحقیر کرنی ہو۔ تو کہتے ہیں یہ اوترا نکھترا" اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ان بدبختوں نے یہی نام رکھا ہوا تھا۔ کہ "اوترا نکھترا ہے۔ مکہ میں آپ کے ماننے والوں کی جو دُرگت بنا کرتی تھی اس کے متعلق

غلاموں کے واقعات

تو بہت دفعہ بیان ہو چکے ہیں۔ مگر جو لوگ گھر بار والے تھے۔ اور بڑے بڑے رئیس خاندانوں میں سے تھے۔ اُن کی بھی یہ حالت تھی۔ کہ اپنے کیا۔ اور غیر کیا۔ بہت بُری طرح ان کی خبر لیتے تھے۔ ایک صحابی جو کہ بہت بڑے خاندان میں سے تھے۔ اور ایک بڑے رئیس کی اولاد تھے۔

عثمان بن مظعون

ان کا نام تھا۔ وہ اپنی جوانی کے ایام میں ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے۔ اور اس صدق اور جوش سے ایمان لائے کہ گویا اپنے محلہ والوں کو انہوں نے ہلا دیا۔ لوگوں نے ان کو تکلیفیں دینی شروع کیں۔ دُکھ دینے شروع کئے۔ اور اس قدر دکھ دیئے۔ کہ جب

ہجرت اولےٰ

ہوئی۔ تو وہ ایبے سینیا کی طرف چلے گئے۔ مگر بعد میں کفار نے جب یہ خبر اُڑا دی۔ کہ مکہ کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور وہاں امن قائم ہو گیا ہے۔ تو وہ پھر مکہ کو واپس آئے مگر جب مکہ میں پہونچے۔ تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ خبر بالکل جھوٹی ہے۔ اور اس لئے اُڑائی گئی ہے۔ تاکہ مسلمان واپس آئیں۔ اور کفار ان کو پھر دُکھ دیں۔ انہوں نے ارادہ کیا۔ کہ پھر واپس ایبے سینیا چلے جائیں۔ مگر اتنے میں مکہ کا ایک سردار جو بہت بڑی عظمت اور شان رکھتا تھا۔ اور جس کا تمام لوگ ادب کیا کرتے تھے۔ اور جو عثمان بن مظعون کے باپ کا

گہرا دوست

تھا۔ اور وہ دونوں آپس میں بھائی بھائی بنے ہوئے تھے۔ اُن کو ملا۔ اور انہیں دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ تم کہاں غائب تھے؟ انہوں نے کہا۔ میری زندگی یہاں کے لوگوں نے حرام کی ہوئی تھی۔ اور میں مظالم سے تنگ آکر ایبے سینیا چلا گیا تھا۔ وہاں مجھے معلوم ہوا۔ کہ مکہ کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ مگر جب واپس آیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہی حالات ہیں۔ اس لئے اب میں پھر واپس جانے لگا ہوں۔ اُس نے کہا۔ نہیں۔ تمہارا باپ میرا بھائی بنا ہوا تھا۔ کون ایسا ہو سکتا ہے۔ جو میری موجودگی میں تم کو دکھ دے سکے۔ چنانچہ اُس نے اُن کا ہاتھ پکڑا۔ اور خانہ کعبہ کی طرف لے کر چل پڑا۔

جیسے ہمارے ہاں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اگر کوئی عام اعلان کرنا ہو تو جلسہ کی سٹیج پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں میں دستور تھا۔ کہ جب کوئی عام اعلان کرنا ہوتا تو خانۂ کعبہ میں جا کر کرتے۔ اس نے بھی ان کا ہاتھ پکڑا۔ خانۂ کعبہ میں لے گیا۔ اور وہاں جا کر اعلان کر دیا۔ کہ اے لوگو سن لو

عثمان رضؓ بن مظعون میری حفاظت میں ہے

اگر اس کو کسی نے کچھ کہا تو اس نے اسے نہیں بلکہ مجھے کہا۔ عربوں میں اس بات کا بڑا لحاظ کیا جاتا تھا۔ کہ جس شخص کا ادب اور احترام ان کے دلوں میں ہوتا تھا۔ وہ جس کو بھی اپنی پناہ میں لے لیتا۔ اسے کوئی شخص تکلیف نہیں پہونچا سکتا تھا۔

عثمان بن مظعون رضؓ بھی کھلے بندوں مکہ میں پھرنے لگے۔ اور کوئی شخص انہیں چھیڑ نہیں سکتا تھا۔ مگر ایک دن جب وہ باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ بعض مسلمانوں کو لوگ مار رہے ہیں۔ اور بعض غلاموں کو دیکھا۔ کہ لوگ ان کو گلیوں میں گھسیٹ رہے ہیں۔ ان کے مونہوں پر تھوک رہے ہیں۔ اور انہیں کوڑے لگا رہے ہیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر ان سے برداشت نہ ہو سکا۔ وہ واپس آئے۔ اور جس رئیس نے انہیں پناہ دی تھی۔ اس سے آ کر کہنے لگے۔ کہ آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا تھا۔ جو مجھے پناہ دی۔ اور مکہ والوں کے ظلموں سے مجھے بچایا۔ مگر آج میں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو اس طرح ظلم کا نشانہ بنتے دیکھا ہے۔ کہ مجھ سے یہ بے غیرتی اور بے حیائی برداشت نہیں ہو سکتی۔ کہ ان کو تو ماریں پڑیں اور مجھے نہ پڑیں۔ میں آپ کا

اعلان واپس

کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس نے کہا۔ سچ سچ لو۔ انہوں نے کہا میں نے خوب سوچ لیا ہے۔ چنانچہ اس نے اعلان کر دیا۔ کہ میں نے عثمان بن مظعون کو جو پناہ دی ہوئی تھی وہ واپس لیتا ہوں۔ تھوڑے دنوں کے بعد حج کا موقعہ آیا۔ اور

عرب کے مشہور شاعر لبید

جو بعد میں اسلام لے آئے تھے۔ اور جو ایک سو بیس سال کی عمر میں فوت ہوئے وہ حج کے دنوں میں مکہ میں آئے۔ اور انہوں نے اپنے شعر سنانے۔ تمام رؤسا جمع تھے۔ مجلس لگی ہوئی تھی۔ اور سب تعریفیں کر رہے تھے۔ کہ اشعار سناتے سناتے انہوں نے یہ مصرعہ پڑھا۔

الا کل شیءٍ ما خلا اللہ باطل

سنو خدا کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے عربوں کو زبان کا چسکا تو بڑا ہی ہوا تھا صحابہ بھی اس سے متاثر تھے۔ اور وہ ایسے موقعوں پر ہمیشہ داد دیا کرتے تھے۔ عثمان بن مظعون اس وقت مجلس میں موجود تھے۔ جب اس نے کہا ع

الا کل شیءٍ ما خلا اللہ باطل

سنو ہر چیز خدا کے سوا فنا ہونے والی ہے۔ تو عثمان بن مظعون رضؓ نے کہا۔

سچ کہا سچ کہا

وہ اپنے آپ کو اتنا بڑا آدمی سمجھتا تھا۔ کہ سوائے بڑے بڑے ادیبوں اور رؤسا کے اپنے اشعار کی کسی سے تعریف سننا بھی اپنی ہتک سمجھتا تھا۔ اس نے جب سنا کہ ایک لڑکے نے اس کا مصرع سن کر کہا ہے کہ سچ کہا سچ کہا تو اس نے وہیں شعر پڑھنے بند کر دیئے۔ اور مکہ والوں سے کہا کیا تم میں اب کوئی شریف آدمی نہیں رہا۔ یہ کل کا چھوکرا مجھے داد دیتا ہے۔ کیا میں اس کی داد کا محتاج ہوں اگر یہ کہے گا کہ میں نے سچ کہا تو میری بات سچ ہوگی۔ اور اگر یہ کہے گا کہ میری بات غلط ہے تو وہ غلط ہوگی۔ اس پر رؤسا نے عثمان بن مظعون کو ڈانٹا۔ اور کہا خبردار تم مت بولو۔ تمہارا کوئی حق نہیں۔ کہ اس مجلس میں کسی شعر پر داد دو۔ اور ان کی منتیں کر کے کہا کہ آپ آگے چلئے چنانچہ انہوں نے اگلا مصرع پڑھا کہ ع

وکل نعیم لا محالۃ زائل

اور ہر نعمت آخر تباہ ہو جانے والی ہے عثمان بن مظعون ابھی ڈانٹ کھا کر بیٹھے ہی تھے۔ کہ جونہی انہوں نے یہ مصرع پڑھا وہ فوراً بول اٹھے۔ کہ۔

یہ بالکل جھوٹ ہے

جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہیں ہوں گی۔ پھر کیا تھا لبید کو غصہ آ گیا۔ اور انہوں نے کہا میں تو اب آگے نہیں پڑھتا۔ چنانچہ بعض نوجوان رئیس کھڑے ہوئے اور انہوں نے عثمان رضؓ کو مارنا شروع کر دیا۔ اسی دوران میں ایک نے زور سے آپ کی آنکھ پر مکہ مارا۔ جس سے

آنکھ نکل گئی

وہ رئیس جوان کے باپ کا بھائی بنا ہوا تھا۔ وہ اس حالت میں ان کی مدد بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اور ادھر ان کے باپ کی محبت بھی اس کے دل پر غالب تھی۔ ایسی حالت میں اس نے وہی کچھ کیا۔ جو غریب ماں اپنے اس بچہ سے سلوک کیا کرتی ہے۔ جسے کسی امیر آدمی کے بچہ نے مارا ہو۔ جب کسی غریب عورت کے بچہ کی کسی امیر عورت کے بچہ سے لڑائی ہو جاتی ہے۔ اور اس امیر کے نوکر اور رشتہ دار اور عزیز اپنے آقا کے بیٹے کی طرف داری کرتے ہوئے اس غریب عورت کے بچہ کو مارتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ہم زبردست ہیں۔ تو جانتے ہو وہ غریب عورت کیا کیا کرتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ اپنے آقاؤں کا مقابلہ کرے۔ بلکہ وہ غصہ اپنے اس بچہ پر نکالا کرتی ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے بچے کو مار رہی ہوتی ہے اور یہ کہتی جاتی ہے کہ تجھے جو کہا ہے کہ ایسی جگہ نہ جایا کر اور اس طرح وہ اپنی کمزوری اور بے بسی کا گویا اظہار کرتی ہے۔ اس رئیس کی حالت بھی یہی تھی۔ ایک طرف وہ اپنی قوم کے جتھہ اور اس کی مخالفت اور غصہ کو دیکھ رہا تھا۔ اور دوسری طرف عثمان بن مظعون کی مظلومیت اور ان کے باپ کی محبت اس کے دل میں جوش مار رہی تھی۔ آخر اس

غریب ماں کی طرح

اس نے بھی عثمان بن مظعون پر اپنا غصہ نکالا اور انہیں مخاطب ہو کر کہا دیکھا میں نہیں کہتا تھا۔ کہ میری پناہ میں آ جاؤ۔ آخر تجھے یہ دن دیکھنا پڑا۔ کہ تیری آنکھ نکال دی گئی۔ مگر جانتے ہو عثمان بن مظعون نے اس کا کیا جواب دیا۔ انہوں نے کہا تم اپنی حفاظت اپنے گھر میں رکھو۔ تم کو تو یہ برا لگ رہا ہے۔ کہ میری ایک آنکھ نکل گئی۔ اور میری تو

دوسری آنکھ بھی

اسی طرح خدا تعالےٰ کی راہ میں نکلنے کے لئے تیار ہے۔

یہ ان لوگوں کی حالت تھی۔ ظلم و ستم کا وہ ایسا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ کہ دنیا کے پردہ پر کوئی ایسی بے بس قوم نہیں گزری جیسی بے بس قوم محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اتباع کی مکہ میں تھی۔ خود

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حالت تھی

کہ گو آپ کو خانۂ کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ مگر کبھی کبھی آپ محبت الٰہی کے جوش میں وہاں چلے جاتے۔ اور نماز ادا فرماتے۔ ایک دفعہ آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ شہر کے غنڈے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے آپ کو مارنا شروع کر دیا۔ اور پھر آپ کے گلے میں رسی ڈال کر گلا گھونٹنے لگ گئے۔ یہاں تک کہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپکی آنکھیں باہر آ گئی ہیں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کو معلوم ہوا تو وہاں آئے۔ اور مارنے والوں اور آپ کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ اور انہیں ہٹانا شروع کیا۔ آپ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون پونچھتے جاتے تھے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ کہ اے میری قوم تم کو کیا ہو گیا۔ کہ تم ایک شخص کو محض اس لئے مار رہے ہو۔ کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ ان حالات میں اور اس قسم کے اعتراضوں کو دیکھ کر

خدا تعالےٰ کی غیرت آسمان پر جوش میں آئی

اور اس نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ تیرے ماننے والے تھوڑے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ تیری نرینہ اولاد کوئی نہیں۔ اور یہ لوگ تجھے خانۂ کعبہ میں بھی نماز پڑھنے نہیں دیتے۔ مگر اے ہمارے رسول ایک دن ہم تجھ کو اس شہر پر غالب کریں گے۔ اور تو ایک بہت بڑی مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ یہاں آ کر حج کرے گا۔ اور کھلے بندوں نماز پڑھے گا عید ادا کرے گا۔ اور قربانیاں کرے گا۔ اور تیرے دشمن جو آج تجھ پر طعنہ زنیاں کر رہے ہیں۔ ان کا نام و نشان بھی نہیں ملے گا چنانچہ فرماتا ہے۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

یہ تجھے کہہ رہے ہیں۔ کہ تیرے ساتھی تھوڑے ہیں۔ یہ تجھے کہہ رہے ہیں۔

کہ تیری نسل تیرے ساتھ ختم ہو جائے گی۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ ہم تمہیں ایک بہت بڑی جماعت دیں گے۔ اور خالی جماعت ہی نہیں دیں گے۔ بلکہ غالب جماعت دیں گے۔ جو اس شہر پر غالب آئے گی۔ اور یہاں آکر حج کرے گی:۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

جب ہم تجھے کثرت عطا کریں گے رجب ہم تجھے غلبہ عطا کریں گے۔ اور تم حج کرو گے۔ اس وقت یہاں آکر خدا کی عبادت کرنا۔ اور اس کی راہ میں قربانیاں کرنا۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

اس وقت تمہارے دشمنوں کا نشان بھی نہیں ملے گا۔ اور صرف تمہاری ہی نسل باقی ہو گی:۔

یہ وہ حج تھا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد کیا۔ اور جس میں اس طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ کہ تجھ پر سب سے زیادہ اعتراض کرنے والے ابوجہل۔ عتبہ شیبہ۔ اور ولید وغیرہ اس وقت تک مٹا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ خدا نے یہ کیسا

زبردست نشان

دکھایا۔ کہ جس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس حج کے لئے آئے۔ اور خدا کے حکم کو پورا کرنے کے لئے۔ کہ تم نمازیں پڑھو اور قربانیاں کرو۔ انہوں نے نمازیں پڑھیں اور خدا تعالےٰ کے رستہ میں قربانیاں کیں۔ تو وہ کوثر جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا چنانچہ ابوجہل کا بیٹا اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ اور ولید کا بیٹا اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ انہوں نے کہا تھا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔ مگر خدا نے کہا۔ کہ میں ان اعتراض کرنے والوں کے بیٹے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دوں گا۔ چنانچہ جب اس حج کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی ہو گی۔ اور پھر قربانیاں کی ہوں گی۔ تو گویا آپ نے اپنے

اعلےٰ درجہ کے اخلاق

کے ماتحت دشمنوں کو شرمندہ کرنے کے لئے انہیں پوچھا۔ کہ بتاؤ۔ میرا دشمن ابتر ہے یا میں ابتر ہوں

لیکن جس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے پیچھے عکرمہ اور خالد وغیرہ نوجوان پھر رہے ہونگے۔ اس وقت گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کچھ کہہ نہیں رہی تھی۔ مگر مکہ کی گلیوں کی وہ زمین جس پر ان کے قدم پڑ رہے تھے۔ وہ ان دشمنوں کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھی۔ کہ

او ابوجہل۔ او عتبہ۔ او شیبہ

کہاں ہے تمہاری وہ اولاد جس پر فخر کرتے ہوئے تم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن بنے پھرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابتر ہے۔ وہ ابتر ہے۔ یا آج تم ابتر ثابت ہو رہے ہو:۔

پھر

کوثر کے ایک اور معنے

بھی ہیں جس کے محاظ سے اس میں آئندہ کی ایک پیشگوئی کا ذکر کیا گیا تھا۔ اور وہ معنے یہ ہیں۔ کہ ایک بڑا آدمی۔ جو بڑا صدقہ وخیرات کرنے والا ہو۔ اور آنے والے مسیح کے متعلق بھی لکھا ہے۔ کہ وہ اتنا صدقہ کرے گا۔ اتنا صدقہ کرے گا۔ کہ کوئی اسے قبول نہیں کریگا یعنی وہ اس قدر روحانی معارف لٹائے گا۔ کہ حد ہو جائے گی۔ مگر لوگ اپنی نافہمی کی وجہ سے ان کو رد کر دیں گے۔ وہ سونے اور چاندی کے خزانوں پر تو مر رہے ہوں گے۔ مگر خدا کے کلام کی قدر نہیں کریں گے:۔

تو اس سورۃ میں یہ خبر بھی دی گئی تھی۔ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے یہ لوگ ابتر کہتے ہیں۔ اور ابتر اسے کہتے ہیں جس کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہو۔ اور روحانی اولاد میں سے نرینہ بیٹا اشد تعالےٰ کا نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ نبوت ہی ایک ایسا عہدہ ہے۔ جو عورتوں کو نہیں مل سکتا۔ باقی سارے عہدے عورتوں کو مل سکتے ہیں۔ عورت صدیقہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ سب لوگ کہتے ہیں۔ مریم صدیقہ۔ عائشہ صدیقہ۔ عورت شہداء میں شامل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ کئی مسلمان عورتیں شہید ہوئی ہیں۔ اور صالح تو ہوتی ہی ہیں۔ اگر کوئی عہدہ عورت کو نہیں مل سکتا۔ تو وہ صرف نبوت ہی ہے:۔

پس اللہ تعالےٰ نے اس سورۃ میں یہ بیان فرمایا تھا۔ کہ ہم اب بھی تجھے کثرت دیں گے۔ اور آئندہ زمانہ میں بھی تجھے ایک بہت بڑا

روحانی فرزند

دیں گے۔ وہ کثیر الخیر ہو گا۔ کثرت سے وہ قرآن کریم کی دولت کو لٹائے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آج ہی ساری نعمتیں تیرے لئے ختم نہیں کر دیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی اس سنت کے مطابق کہ ہر نبی کی جماعت پر کچھ عرصہ کے بعد ضعف کا زمانہ آتا ہے جب تیری امت پر ضعف کا زمانہ آئے گا۔ اور شیطان لوگوں کو گمراہ کرنے لگے گا۔ تو اس وقت ہم تجھے ایک روحانی بیٹا عطا کریں گے۔ جو بڑا کثیر الخیر ہو گا۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ پس تو اس کی پیدائش کی خوشی میں آج ہی اس کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں کر۔ اور اس کے شکریہ میں قربانیاں کر۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ اس وقت تجھے معلوم ہو جائے گا۔ کہ تیرا دشمن ہی ابتر ہے تو ابتر نہیں:۔

پہلے معنوں کے لحاظ سے دشمن سے مراد ابوجہل عتبہ۔ اور شیبہ وغیرہ ہیں۔ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے ابتر سے مراد وہ تمام قومیں ہیں۔ جو آج اسلام پر حملہ کر رہی ہیں۔ چنانچہ اس وقت جب اسلام ضعیف ہو گیا۔ جب مسلمانوں کی طاقتیں کمزور ہو گئیں جب عیسائی مصنفوں نے یہ لکھنا شروع کر دیا۔ کہ ہم نے اسلام کو کھا لیا ہے۔ اب وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ مسلمان مصنفین نے بھی اسلام کی طرف سے

دشمن کے مقابلہ میں معذرتیں

لکھنا شروع کر دیں۔ اور عام طور پر یہ خیال کیا جانے لگا۔ کہ اب اسلام میں یہ طاقت نہیں رہی۔ کہ وہ دوسرے مذاہب کا مقابلہ کر سکے۔ ہندوؤں میں بھی جوش اٹھا۔ اور پنڈت دیانند اور دوسرے لوگ اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے سمجھا۔ کہ ہم اسلام کو مٹا دیں گے۔ دوسرے ممالک مثلاً چین وغیرہ میں بھی جو مسلمانوں کو غلبہ حاصل تھا۔ وہ جاتا رہا۔ اور بدھ۔ اور کنفیوشس مذہب کے پیروؤں نے بھی خیال کیا۔ کہ ان کا مذہب غالب آگیا ہے اور اسلام کو انہوں نے مٹا دیا ہے۔ غرض لوگوں نے خیال کر لیا۔ کہ اسلام کی روحانی نسل دنیا سے مٹ گئی ہے۔ اور یہی خبر اس سورۃ میں دی گئی تھی۔ کہ آج ہی نہیں۔ بلکہ ایک اور زمانہ میں بھی دشمن کہیں گے۔ کہ ہم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی اولاد کو ختم کر دیا ہے۔ مگر فرمایا ہم تجھے ایک ایسا بیٹا دیں گے۔ جو بڑا کثیر الخیر ہو گا۔ اور وہ دنیا کو چیلنج کرے گا۔ کہ میں

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روحانی بیٹا

ہوں۔ اور میرے ذریعہ سے اسلام دوبارہ دنیا پر غالب آئے گا۔ وہ تمام مذاہب کے مقابلہ میں کھڑا ہو گا۔ اور اعلان کرے گا۔ کہ میں زندہ نمونہ ہوں۔ اس بات کا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ مگر تمہارے مذاہب زندہ نہیں ہیں۔ اگر تم سمجھتے ہو۔ کہ تم زندہ مذہب کے پیرو ہو۔ تو تم میرے سامنے وہ زندہ شخص پیش کرو۔ جس پر خدا تعالےٰ کا تازہ کلام اترتا ہو۔ مگر ساری قومیں ابتر ہو کر رہ جائیں گی۔ اور وہ اسلام کے پہلوان کے مقابلہ میں اپنا کوئی پہلوان پیش نہیں کر سکیں گی۔ چنانچہ عملی لحاظ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے ایسا ہی بیٹا دیا۔ اور اس نے اعلان کیا۔ کہ آج محمدی چشمہ ہی جاری ہے۔ باقی تمام چشمے سوکھ گئے ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت میری ذات ہے۔ میں اسی چشمہ کا پانی پی کر زندہ ہوا ہوں۔ اور اسی چشمہ کے پانی سے تمام دنیا کو زندہ کرنے والا ہوں۔ غرض دوبارہ دنیا نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا۔ کہ وہ ابتر ہیں۔ اور دوبارہ اس نے کہا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی نسل دنیا سے مٹ گئی ہے۔ تب پھر خدا تعالےٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک روحانی بیٹا دیا جس نے دنیا کو چیلنج کیا۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روحانی بیٹا ہوں۔ تم بھی اپنے

نبیوں کے روحانی بیٹے

میرے مقابلہ میں پیش کرو۔ مگر آج پچاس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ نہ ہندو کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں۔ نہ عیسائی کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں۔ نہ یہودی کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں۔ نہ بدھ کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں نہ کنفیوشس مذہب کے پیرو کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں۔ اور نہ ہی

یورپ کا فلسفہ کوئی بیٹا پیش کر سکا ہے۔

پچاس سال سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا چیلنج

موجود ہے۔ کہ اگر تم میں کوئی نور ہے۔ اگر تمہارے پاس سچائی ہے۔ اگر تمہارے اندر صداقت ہے۔ تو تم میرے مقابلہ میں اپنا کوئی روحانی بیٹا پیش کرو۔ جس نے تمہارے مذہب پر چل کر خدا تعالےٰ کے انعامات کو حاصل کیا ہو۔ مگر پچاس سال ہو گئے۔ کوئی مذہب اپنا روحانی بیٹا پیش نہیں کر سکا۔

یہ عید بھی اسی کوثر کے وعدہ کو پورا کر رہی ہے۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شروع میں بہت کم لوگوں نے مانا۔ اور قبول کیا۔ ایسا ہی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو ابتدا میں لوگوں نے نہیں مانا۔ آپ ایک فردِ واحد کی حیثیت میں تھے۔ جب آپ نے دنیا کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ مگر جس طرح آج سے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عید منائی تھی۔ جو حج کے بعد آئی۔ اور اس میں آپ نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ خدا نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ اسلام قائم ہو گیا ہے۔ اور دین اپنے کمال کو پہونچ گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

آج یہ عید

بھی اسی رنگ کی عید ہے۔ یہ وہ جلسہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو اکٹھا کرنے کے لئے قائم کیا۔ اور یہ جلسہ ان ایام میں آیا ہے۔ جبکہ فصل لربک وانحر کا نظارہ نظر آ رہا ہے۔ چنانچہ کل حج تھا۔ اور آج ہم سب عید منا رہے ہیں۔ پس آج خدا کا یہ کلام پھر پورا ہو رہا ہے۔ کہ انا اعطینٰک الکوثر۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اکیلے تھے۔ انہیں خدا تعالےٰ نے اتنی کثیر جماعت دی ہے۔ کہ آج آلۂ مکبر الصوت کے بغیر ان تک آواز بھی نہیں پہونچ سکتی۔ پس صلِّ کے حکم کی تعمیل تو ہم کر ہی چکے ہیں۔ اب ہم قربانیاں کریں گے۔ اس خوشی میں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں کوثر عطا کیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے ہمیں

ظاہری کثرت

بھی دی۔ جس طرح اس نے ہمیں روحانی انعامات کی کثرت دی ہے۔ اور ہم خدا کا شکر ادا کریں گے۔ کہ اس نے ایک بار پھر دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی صاحبِ اولاد ہیں۔ اور آپ کے دشمن ہی ابتر ہیں۔ دیکھو آج ہم یہاں کتنی کثرت سے موجود ہیں۔ اتر سوں میں نے ۲۳ ہزار آدمیوں کا اندازہ بتایا تھا۔ مگر بعد میں مجھے معلوم ہؤا کہ یہ اندازہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس وقت عورتوں کی مردم شماری اندازہ سے بہت زیادہ نکلی۔ گویا قریباً

تیس چالیس ہزار آدمی

اس وقت جلسہ میں شامل تھے۔ اور آج بھی قریباً اتنے ہی ہیں۔ اگر کچھ فرق ہے تو بہت معمولی ہے۔ پس اس وقت تیس چالیس ہزار کے قریب مرد و عورت بیٹھے ہیں۔ اتنے کثیر مجمع کے مقابلہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کتنے تھے؟ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن صرف بیسیوں تھے اور آپ اکیلے تھے۔ مگر آج خدا تعالےٰ کے فضل سے ہم میں سے ہر ایک فخر کے طور پر نہیں تکبر کے طور پر نہیں۔ ریا کے طور پر نہیں بلکہ

امرِ واقعہ کے اظہار کے طور پر

یہ کہنے کے لئے تیار ہے۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں۔ کیا ہے کوئی اس تیس چالیس ہزار میں سے جو یہ کہہ سکے۔ کہ میں ابوجہل کا بیٹا ہوں۔ یا عتبہ اور شیبہ کا بیٹا ہوں۔ یقیناً ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے پھر عید کا یہ اجتماع صرف اسی مقام پر نہیں بلکہ دنیا کے ہر کونہ میں اس وقت لوگ جمع ہیں۔ ہر ملک میں لوگ جمع ہیں۔ اور ہر علاقہ میں لوگ جمع ہیں۔ ان لاکھوں لاکھ لوگوں میں سے ہر شخص اس تمنا کے ساتھ اس اجتماع میں شریک ہوتا ہے کہ کاش میرا یہ ظن سچا ہو۔ کہ

میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں

مگر ابوجہل کی اولاد میں سے آج اگر کوئی ہے بھی تو وہ یہ نہیں کہے گا۔ کہ میں ابوجہل کی اولاد میں سے ہوں۔ بلکہ وہ بھی یہی کہے گا۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں:۔

پس ہم اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے مسلمانوں کو تخفیف کی زندگی سے بچا کر انہیں کوثر عطا کیا۔ اور ہم اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں۔ کہ تیرہ سو سال کے بعد اس نے آج پھر ہم کو چنا۔ اور پھر وہی نظارہ انہی حالات میں سے گزار کر ہم کو دکھایا۔ اور ہمیں ع

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

کا مصداق بنا کر وہی ایمان افروز نظارہ دکھا دیا۔ پس آؤ ہم دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں واقعہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند بننے کی توفیق بخشے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو اور بھی ابتر کرے۔ اللّٰھم آمین

دوستوں کی ضروری توجہ کے لئے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جن کے دل میں تبلیغ اسلام کی بہت تڑپ ہے از راہ کرم نور کا تبلیغی معیار بہت بلند دیکھنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ حضور نے سالانہ جلسہ پر بھی فرمایا ہے۔ جس طرح میرے دل میں یہ خواہش ہے۔ کہ میں حضور کے اس ارشاد گرامی کو جلد سے جلد تکمیل تک پہونچاؤں۔ مجھے دوسروں پر بھی یہی حسن ظنی ہے۔ کہ وہ بھی میری طرح ہی حضور کی اس خواہش مبارک کو پورا کرنے کے لئے بے چین ہوں گے۔ اگر کم از کم پانصد نام رجسٹرڈ ہو سکیں تو میں اس مہم کو توکلاً علی اللہ پورے جوش اور امنگ سے شروع کر سکتا ہوں۔ میں کسی سے بھیک کچھ نہیں چاہتا۔ ہاں حضرت مولوی شیر علی صاحب اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب جیسی فاضل شخصیتیں جب چھ ماہ کے نور کے فائل دیکھ کر یہ فیصلہ کر دیں۔ کہ نور نے واقعی سکھوں، ہندوؤں اور اسماعیلیوں وغیرہ میں تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے۔ تو ان پانصد خریداروں پر جنہیں چھ ماہ پرچہ بغیر قیمت کے پہنچایا گیا اس قیمت کی فوری ادائیگی فرض ہوگی۔

میں یہ بھی کہہ دوں کہ موجودہ کاغذ کی غیر معمولی گرانی میں جب کہ قیمتیں آٹھ، دس گنا زیادہ ہو چکی ہیں۔ یہ پانصد کی خریداری اپنے اخراجات کو بھی شاید ہی پورا کر سکے۔ بچت تو بہت دور کی بات ہے۔ میں تو محض حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد گرامی کو پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو اس خطرہ میں ڈال رہا ہوں۔ خاکسار محمد یوسف ایڈیٹر اخبار نور قادیان

تاریخ وفات حضرت میاں شمس الدین صاحب مرحوم سلطانپور لاہور

اے حریصِ زندگی، اے جاں نثارِ زندگی
اے خزاں سے بے خبر مستِ بہارِ زندگی

کھول کر عبرت کی آنکھیں خاک کے تودے کو دیکھ
یہ ترا انجام ہے اے بے قرارِ زندگی

بن گیا دستِ جراحت موت کا پنجا مگر
سو رہا ہے خاک کے نیچے سوارِ زندگی

پر خدا والے کبھی اس موت سے مرتے نہیں
زندگی ان کی ہے وہ وجہ بہارِ زندگی

کارنامے جن کے نسلوں کے لئے درسِ حیات
ذرہ ذرہ جن کی تربت کا شرارِ زندگی

اے خدا ہوں شمس دیں پر رحمتیں تیری ہزار
وہ ترے مہدی کا خادم اور یارِ زندگی

اور اس کی نسل پر بھی تیری رحمت ہو مدام
وہ تیرے ہوں اور تو ان کا حصارِ زندگی

ہجری شمسی سال کی تاریخ تم کہہ دو نیاز
۱۳۲۰ ہش
آہ پردہ میں چھپا شمسِ قرارِ زندگی

[illegible]

دار الشکر کمیٹی کے عہدہ داروں کے انتخاب کے متعلق اعلان

۲۸ دسمبر کو ممبران دار الشکر کمیٹی کا سالانہ اجلاس عام ہؤا جس میں سال ۱۹۴۲ء کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب مجلس عاملہ کے ممبر منتخب ہوئے (۱) خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب (۲) شیخ احسان علی صاحب (۳) شیخ فضل حق صاحب ریلوے گارڈ (۴) صوفی علی محمد صاحب (۵) شیخ محمد احمد صاحب وکیل کپورتھلہ (۶) ڈاکٹر میاں محمد اشرف صاحب علی وال (۷) بابو غلام رسول صاحب گڈس کلرک شیخوپورہ۔ نیز یہ بھی فیصلہ ہؤا ہے۔ کہ سال ۱۹۴۲ء کے لئے خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب صدر، شیخ احسان علی صاحب اور خاکسار محمد الدین سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیں۔ خاکسار سیکرٹری دار الشکر کمیٹی قادیان

خطبہ جمعہ

مومن کا فرض ہے کہ نئے سال میں گزشتہ سال سے زیادہ قربانیاں کرے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲ رماہ صلح ۱۳۲۱ھش مطابق ۲ رجنوری ۱۹۴۲ء

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مجھے کھانسی اور نزلہ کی تکلیف تو کئی دن سے تھی۔ بلکہ کل سے اس میں کچھ افاقہ بھی شروع ہوگیا تھا۔ کہ کل سے

کمر میں شدید درد

شروع ہوگیا ہے۔ جسے پنجابی میں "چک" کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے سیدھا کھڑا بھی نہیں ہوا جاتا۔ بلکہ زیادہ بیٹھا بھی نہیں جا سکتا۔ اس لئے میں دو تین منٹ ہی خطبہ بیان کرسکونگا۔ چونکہ یہ

نئے سال کا پہلا خطبہ

تھا۔ اس لئے میں تکلیف کے باوجود آ گیا ہوں۔

ہر سال جو مومن کے لئے آتا ہے۔ وہ اس کے لئے نئی برکات لاتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ جسکے معنے یہ ہیں۔ کہ تیری ہر اگلی گھڑی پہلی گھڑی سے اچھی ہے۔

مومن اُسے کہتے ہیں

جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع ہو۔ اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والا ہو۔ اور جو آپ کا سچا متبع ہوگا۔ اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والا ہوگا۔ یہ لازمی بات ہے۔ کہ اس کے درجہ کے مطابق اللہ تعالےٰ کا سلوک بھی اس سے ایسا ہی ہوگا۔ جیسا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ پس

ہر مومن کیساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک

وہی ہونا چاہیئے۔ جو قرآن کریم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کیا ہے یعنی وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔

اس کی بعد میں آنے والی حالت پہلی حالت سے اچھی ہو۔ بعض لوگ دنیا میں ہمیشہ نیا سال آنے پر اس کے بہتر ہونے کی امیدیں دوسروں کو دلاتے ہیں۔ میں ہمیشہ اس پر حیران ہوا کرتا ہوں۔

اخباروں والے

جب کبھی نیا سال شروع ہوتا ہے۔ اپنے خریداروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ پچھلے سال میں بعض کوتاہیاں ہوئیں۔ بعض مشکلات درپیش تھیں۔ مگر اب ایسا نہ ہوگا۔ نئے سال میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے گی لیکن اس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہوتا ہے کہ گذشتہ سال تو ہم نے خوب غداری کی۔ ہمارے مضمون ردی تھے۔ کاغذ ناقص لگایا جاتا رہا۔ اور اس طرح ہم نے گاہکوں کے پیسے کھائے۔ لیکن اپنے گاہکوں سے تحریک کرتے ہیں۔ کہ تم ایک سال کے لئے اور اپنے آپ کو احمق اور کودن بناؤ۔ وہ بڑے بڑے وعدے کرتے ہیں۔ کہ نئے سال کے لئے بہت اچھا انتظام کر دیا گیا ہے۔ لیکن وہ

پچھلے سال سے بھی بدتر

ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ اٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ کے بجائے شرلک من الاولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ اس سال وہ پہلے سے بھی زیادہ ناغے کرتے ہیں۔ پہلے سے بھی زیادہ ردی مضامین چھاپتے ہیں۔ اور پہلے سے بھی زیادہ ناقص کاغذ لگاتے ہیں لیکن جب وہ سال بھی گذر جاتا ہے۔ تو پھر اپیلیں شروع کر دیتے ہیں۔ کہ جو ہو چکا سو ہو چکا۔ گذشتہ راصلوٰۃ۔ جو غلطیاں گذشتہ سال ہوئیں۔ وہ اب نہ ہونگی۔ اور آپ لوگ اس سال ضرور خریدار بنے رہیں۔ گویا وہ اپنے گاہکوں سے یہ کہتے ہیں۔ کہ آپ لوگ ایک سال کے لئے اور بیوقوف بننا پسند کریں۔ یہ اخبار نویس ہمیشہ جھوٹ بولنے کے عادی ہوتے ہیں۔

سوائے دینی اخباروں کے

یا بڑے بڑے دنیوی اخباروں کے جو اس الزام سے بری ہیں نیز یہ ہندوستان کے اخبار نویسوں کی حالت ہے۔ ورنہ یورپ کے اخبار نویس ایسے نہیں ہوتے۔ بے شک اب ہندوستان میں بھی بہت سے اخبار ٹھیک ہو رہے ہیں لیکن ایک کافی حصہ ابھی تک ایسا ہی ہے ان اخبار نویسوں کے علاوہ ایک طبقہ اور ہے جو یہ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ کہ گذشتہ سال ان کے لئے اچھا گذرا یا بُرا گذرا۔ اور

آئندہ سال کیسا ہوگا

وہ ہمیشہ ڈُبڈا اور شک کی حالت میں رہتے ہیں۔ وہ جانتے نہیں۔ کہ پچھلا سال کیسا گذرا اور آئندہ کیسا گذریگا۔ مگر دیکھو

مومن کی حالت

کیسے اطمینان کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قانون مقرر فرما دیا۔ کہ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ کہ ہر دن پہلے دن سے اور ہر سال پہلے سال سے بہتر ہوگا۔ پس جو شخص آپ کی اتباع کرنے والا اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والا ہوگا۔ یہ قانون اس پر بھی حاوی ہوگا۔ اور اس کے لئے ہر آنے والا دن گذرے ہوئے دن سے۔ اور ہر آنیوالا سال گذرے ہوئے سال سے اچھا ہوگا دنیا کے لوگ جب کوئی سال گذرتا ہے۔ تو اس پر لعنتیں کرتے ہیں۔ اور نئے سال کے آنے سے گھبراتے ہیں۔ گذشتہ سال پر لعنتیں ڈالتے ہیں۔ کہ وہ کیسی مشکلات اور مصائب کا سال تھا۔ اور نئے سال سے گھبراتے ہیں۔ کہ معلوم نہیں کیسا ہو۔ لیکن مومن پچھلے سال پر بھی خوش ہوتا ہے۔ کہ یہ اس کے رب کی طرف سے تھا۔ اور آئندہ پر بھی مطمئن ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی اس کے رب کی طرف سے ہے۔ اور اس کے رب کا وعدہ ہے کہ وہ پچھلے سے اچھا ہوگا مگر

ایک بات یاد رکھنی چاہیئے

کہ جہاں اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اگلا سال پچھلے سے اچھا ہوگا۔ وہاں مومن کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ نئے سال میں پچھلے سے زیادہ قربانیاں کرے کیونکہ اگر یہ سچ ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے متبع ہیں۔ تو یہ بھی سچ ہے۔ کہ ہمارا اگلا سال ضرور پچھلے سے بہتر ہوگا۔ اور اگر یہ سچ ہے۔ کہ ہمارا اگلا سال پچھلے سے بہتر ہوگا۔ تو اس میں شبہ نہیں کہ ہمیں شکر بھی پہلے سے زیادہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ شکر ہمیشہ نعمت کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر نعمت کم ہے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ اس سال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے متبع نہیں رہے۔ اور اگر رہے ہیں۔ تو نعمت زیادہ ہونی چاہیئے اور نعمت زیادہ ہو۔ تو شکر بھی زیادہ لازم ہے اور قربانیاں بھی

گذشتہ سال سے زیادہ

کرنی ضروری ہیں۔

ہوسکتا ہے۔ کہ کسی سال کسی پر

ظاہری مشکلات اور تکالیف

زیادہ ہوں۔ ہوسکتا ہے۔ کہ کوئی سال اس کا بیماری میں گذرا ہو۔ اور اس سے پہلا نہ گذرا ہو۔ یا کوئی سال مالی مشکلات میں گذرا ہو۔ لیکن اس سے پہلا مالی لحاظ سے اس کے لئے اچھا ہو۔ مگر قرآن کریم نے جو فرمایا ہے۔ کہ اگلی حالت پچھلی سے اچھی ہوگی ان ظاہری مشکلات کا اس سے تعلق نہیں۔ یہ اس زندگی کے متعلق وعدہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے حضور ہے۔ اس سے مراد یہ چند سالہ زندگی نہیں بلکہ وہ ہے۔ جو لاکھوں کروڑوں بلکہ ان گنت سالوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اگر مومن کے لئے پہلے سال جنت میں ادنیٰ سامان جمع کئے گئے تھے۔ اور اگلے سال اس سے بہتر جمع ہوں۔ تو یہ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ ہوگا یا نہیں۔ در اصل یہ

دونوں زندگیاں مل کر ایک زندگی بنتی ہے۔ جو لوگ اسی دنیا کی زندگی کو زندگی سمجھ لیتے ہیں۔ وہ بھی ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور جو آخرت کی زندگی کو ہی اصل زندگی سمجھ لیتے ہیں۔ وہ بھی ٹھوکر کھاتے ہیں۔ جو لوگ اس دنیا کو اصل زندگی سمجھ لیتے ہیں۔ وہ اس دنیا کی مشکلات اور ابتلاؤں کو دیکھ کر خیال کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ان کے ساتھ اچھا نہیں۔ اور جو لوگ اگلی زندگی کو ہی زندگی سمجھتے ہیں۔ وہ اس دنیا میں سچائی کو معلوم کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ وہ اس زندگی پر اگلی دنیا کا قیاس نہیں کرتے بلکہ دونوں کو الگ الگ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے یہ کہ اس زندگی پر اگلی زندگی کا قیاس کیا جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ من کان فی ھذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی یعنی جو اس زندگی میں اندھا ہوگا۔ وہ اگلی زندگی میں بھی اندھا ہوگا اور اگر اس زندگی میں بینائی حاصل ہوگی۔ تو اگلی میں بھی ہوگی۔ جو لوگ اس زندگی کو لغو اور کھیل سمجھتے ہیں۔ اور اگلی زندگی کو ہی صرف زندگی سمجھتے ہیں۔ وہ بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس دنیا میں خدا تعالیٰ کے نشانات کو تلاش نہیں کرتے۔ اور ان کا ایمان پختہ نہیں ہوتا۔ پس جب بھی کوئی ٹھوکر انہیں لگتی ہے۔ وہ اس کی برداشت نہیں کر سکتے اور ارتداد اختیار کر لیتے ہیں۔ در اصل یہ دونوں زندگیاں

ایک ہی تصویر کے دو رُخ

ہیں۔ یہ جہان اگلے جہان کی تصویر ہے۔ ایک شخص کی اگر پہلے سال کی تصویر دیکھیں۔ کہ وہ بالکل ٹھیک ہو۔ لیکن اگلے سال کی تصویر دیکھیں تو ناک کٹی ہوئی ہو۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ جس شخص کی یہ تصویر ہے اس کی ناک کٹ گئی ہے۔ اسی طرح ہر اگلے سال کی تصویر کا حال ہے۔ اگر اس میں کوئی خرابی دیکھیں تو سمجھنا چاہیئے کہ اگلے جہان میں بھی حقیقی خرابی پیدا ہو گئی ہے لیکن اگر خرابی صرف تصویری ہو۔ یعنے صرف اسی دنیا کی زندگی میں تو وہ یقیناً عارضی روگ ہوگی۔ جیسے اگر ناک تو انسان کی درست ہو۔ مگر تصویر کے اندر ناک میں کوئی نقص پیدا ہو جائے۔ تو اس سے صاحب تصویر کو کوئی نقصان نہ پہنچیگا۔ بلکہ فوٹو گرافر معذرت کریگا اور اس کا بدلہ اگر ممکن ہو۔ تو دوسری طرح دیگا۔ اسی طرح اگر کسی صحیح تصویر کو یہاں فرشتے کسی مصلحت کے ماتحت غلط طور پر پیش کریں تو اگلے جہان میں اس کے بدلہ میں وہ زیادہ نعمتیں جمع کرتے ہیں۔ تاکہ اس غلط تصویر کا ازالہ ہو جائے پس میں اس

نئے سال کے آغاز پر

احمدی احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس سال میں زیادہ اچھا نمونہ دکھائیں۔ اور اگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے کسی حد تک بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کی ہے۔ قلیل سے قلیل اتباع بھی کی ہے۔ تو یقین رکھیں کہ ان کا اگلا سال اس سے اچھا ہوگا۔ اور اگر ان کا اگلا سال اس سے اچھا ہوگا۔ تو گذشتہ سال کی نسبت اس سال ان کے شکر گذشتہ سال کی نسبت انکی قربانیاں گذشتہ سال کی نسبت انکی حمدیں۔ ثنائیں۔ اور تسبیحیں بھی زیادہ ہونی چاہیئیں۔

اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے لئے تحریک جدید سال ہشتم کے مالی جہاد کا بےمثال موقعہ

بفضل خدا ماہ دسمبر میں بہت سی جماعتوں اور براہ راست وعدہ کرنیوالے مخلصین نے سال ہشتم میں نمایاں اور غیر معمولی اضافوں کے ساتھ حصہ لیا۔ اسلئے کہ انکے سامنے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تھا۔ "ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے لوگ ہیں جو اپنی ایک ماہ کی آمد سے زیادہ چندہ دیتے ہیں۔ بلکہ ایسے بھی ہیں جو قریباً دو ماہ کی آمد کے برابر اس میں چندہ دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض اپنی آمد کا نوے فی صدی چندہ دیتے ہیں۔ بعض اپنی آمد کا اسی فی صدی چندہ دیتے ہیں۔ بعض اپنی آمد کا ستر فی صدی چندہ دیتے ہیں۔ بعض اپنی آمد کا ساٹھ فی صدی چندہ دیتے ہیں اور بعض اپنی آمد کا پچاس فی صدی چندہ دیتے ہیں"۔ بعض جماعتوں کے وعدے جنوری میں آنیوالے ہیں اور بعض جماعتوں کے وعدے نامکمل تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ جلسہ سے واپس جا کر بقیہ وعدے ارسال کرینگے۔ اور بعض براہ راست وعدہ کرنیوالے احباب کے وعدے بھی باقی ہیں۔ چونکہ اکثر احباب واپس پہنچ چکے ہیں۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وعدہ کرنیوالے احباب کی یاد تازہ کرنے کیلئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ مبارک میں ہی تحریک جدید سال ہشتم کے مطالبات کو دہرایا جائے۔ تا وہ احباب بھی اپنے وعدے شاندار اضافہ کے ساتھ اپنے امام کے حضور پیش کریں۔ اور وہ بھی اپنے آگے بڑھنے والے بھائیوں سے پیچھے نہ رہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "میں

آٹھویں سال کی تحریک کا اعلان

کرنے کے ساتھ پھر جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اب تین سالوں میں وہ پھر "سابقون" کی سی تیز گامی اختیار کریں۔ اب منزل قریب آرہی ہے اور قربانی کے ان بابرکت ایام کا دوبارہ میسر آنا ان کیلئے بہت مشکل ہوگا۔ کیونکہ اس قسم کی تحریک بہت کم ہوتی ہے۔ اور بہت ہی نازک دوروں میں ہو سکتی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس عرصہ میں جنگ کا خاتمہ کر دے۔ اور اس عرصہ میں ایسے حالات پیدا کر دے جو اسلام اور احمدیت کیلئے مفید ہوں۔ اور پھر ہمیں اس قسم کے چندوں کی ضرورت نہ رہے۔ اس وقت خواہ کوئی شخص کتنی بڑی مالی قربانی کرے۔ اور

خواہ دس لاکھ روپیہ

سلسلہ کے سامنے لا کر رکھدے۔ اس روپیہ کا اسے وہ ثواب نہیں ملے گا۔ جو آج چند روپیہ دینے والوں کو ثواب مل سکتا ہے۔ پس میں ان آخری تین سالوں کی تحریک میں سے پہلے سال کی تحریک کرتے ہوئے پھر دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بیدار ہو جائیں اور سمجھ لیں کہ انکی منزل ان کے قریب آگئی ہے۔ اب کسی لمبی قربانی کا سوال نہیں۔ بلکہ صرف تین سال قربانی کرنے کا مطالبہ ہے۔ اسلئے وہ صرف اتنی کوشش نہ کریں جو انہیں قربانی کے کم سے کم معیار پر رکھے۔ بلکہ تین سال کا عرصہ چونکہ نہایت محدود عرصہ ہے۔ اور جلدی ختم ہونیوالا ہے۔ اسلئے انکو چاہیئے کہ وہ زیادہ زور اور زیادہ ہمت سے کام لیں اور اس سال پھر اپنی قربانی کی رفتار کو بڑھائیں"۔

جو لوگ اس تحریک میں اب تک شامل نہیں ہوئے "وہ لوگ جو اپنے آگے نکل جانیوالے بھائیوں سے سات سال پیچھے رہ گئے ہیں۔ اگر ان کے

دلوں میں ایمان پایا جاتا ہے

تو آج وہ کس حسرت سے یہ دیکھ رہے ہوں گے۔ کہ قافلہ سات سال آگے نکل گیا اور ہم پیچھے رہ گئے آج انہیں خیال آتا ہوگا۔ کہ ان سات سالہ قربانیوں کے نتیجہ میں یہ لوگ مرے تو نہیں۔ تباہ و برباد تو نہیں ہوئے۔ دنیوی لحاظ سے بھی ان کے گذارہ میں کوئی مشکلات پیدا نہیں ہوئیں۔ پس آج انکے دلوں میں کس قدر حسرت پیدا ہو رہی ہو گی۔ کہ ہم قافلہ میں شامل نہ ہوئے۔ اور وہ سات سال آگے نکل گیا۔ اور قافلہ اب منزل کے قریب پہنچ رہا ہے کیا اب بھی ان کے دلوں میں حسرت پیدا نہیں ہوتی۔ کیا اب بھی ان کے دلوں میں جوش پیدا نہیں ہوتا۔ اور کیا اب بھی ان کے دلوں میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنی گذشتہ کوتاہیوں کا ازالہ کر کے اپنے آگے بڑھنے والے بھائیوں کے ساتھ شامل ہو جائیں"۔

"میں ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ جو

اب احمدیت میں داخل ہوئے ہیں

کہ وہ اب اس تحریک میں شامل ہو کر اپنے بھائیوں سے آملیں۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ وہ اپنے سابق سالوں کا چندہ نئے سالوں کے ساتھ ادا کریں۔ بلکہ اگر انپر زیادہ بوجھ ہو۔ تو تحریک کے ایک دو سال بعد بھی ادا کر سکتے ہیں۔ اور اس غرض کیلئے وہ مہلت حاصل کر سکتے ہیں"۔

"میں انکو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ جن کو

خدا نے نئی نوکریاں دی ہیں

سینکڑوں ہزاروں ایسے لوگ ہیں جن کو فوجی کاموں کی وجہ سے ملازمتیں ملی ہیں۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ نے ان کے لئے دنیوی فضل کا دروازہ کھولا ہے۔ وہ اسے روحانی دنیا کے لئے بھی کھولنے کی کوشش کریں اور اس کے شکریے میں ایسی قربانیاں کریں جو انہیں روحانی فضلوں کا وارث کر دیں"۔

جو لوگ فوجی کاموں میں ہیں۔ ان کے خویش و اقارب کو چاہیئے کہ وہ ان کے پتے دفتر فنانشل سیکرٹری تحریک جدید کو ارسال فرمائیں۔ تا ان کو خطبہ ارسال کیا جائے۔ ایسے دوست جو ہندوستان میں ہوں یا سمندر پار ہوں۔

سب کے پتے ارسال فرمادیں۔ میں انکو بھی توجہ دلاتا ہوں جو اخلاص کے ساتھ اس میں حصّہ لیتے رہے ہیں۔ کہ اب یہ دور ختم ہونے والا ہے۔ وہ تھکیں نہیں۔ جو مقام ان کو اللہ تعالےٰ نے سات سال تک دیا ہے۔ اسے قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ اور اسے مضبوطی سے پکڑ لیں۔ تم اپنے باپ کی جائیداد کسی کو چھیننے نہیں دیتے۔ تم اپنا مال کسی کو چھیننے نہیں دیتے تم اپنا عہدہ کسی کو چھیننے نہیں دیتے پھر کسطرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایمان کے ہوتے ہوئے تم اپنا اعلیٰ روحانی مقام کسی کو چھیننے دوگے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے اس میدان میں اپنا قدم بڑھایا ہوا ہے۔ اور جو گذشتہ سات سال سے قربانی کرتے چلے آرہے ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ ان کے لئے یہ بہت نازک ایام ہیں۔ اب ایک لمبے عرصہ کا بھیانک خیال کہ ہمیں دس سال مسلسل قربانی کرنی پڑے گی۔ اُن کے دلوں سے جاتا رہا۔ اور اب وہ زمانہ آگیا جس کے متعلق ان کے ذہن میں یہی آ سکتا ہے۔ کہ اب اکثر حصّہ گذر چکا ہے۔ اور منزل قریب آگئی ہے۔ آج اس منزل میں تین سال کا عرصہ باقی رہتا ہے۔ پھر جس کو اللہ تعالےٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ اور زندگی دی اہنیں اس سال گذرنے کے بعد دو سال باقی نظر آئیں گے۔ اور جنہوں نے دو سال گذار لیئے۔ انہیں صرف ایک سال جو آخری ہوگا۔ دکھائی دیگا۔ پھر ایک سال کے بعد وہ دن آئیگا جب تمام سال گذر چکے ہونگے۔ تب ان کا دل خوشیوں سے معمور ہوگا۔ اور وہ اس بات پر خدا تعالےٰ کا شکریہ بجا لائینگے۔ کہ اس نے اپنے فضل سے انہیں اس لمبی قربانی میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی۔ پس جو سات سال سے حصہ لیتے آرہے ہیں۔ وہ تھکیں نہیں۔ اور بڑھ چڑھ کر آٹھویں سال میں حصّہ لیں۔ اور وہ جو حصّہ تو لیتے رہے ہیں۔ مگر اپنی مالی طاقت سے کم لیا ہے۔ ان کے متعلق فرمایا۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ جو دوست پہلے کم چندہ دیتے رہے ہیں۔ یا قربانی کے مقام کو انہوں نے پہلے صحیح طور پر نہیں سمجھا تھا۔ یا ان دوستوں کی قربانی اور عمل کو دیکھ کر جن کے حالات ان سے زیادہ اچھے نہیں۔ مگر انہوں نے قربانی ان سے زیادہ کی ہے۔ اب ان کے اندر بھی یہ احساس پیدا ہو چکا ہے۔ کہ انہیں زیادہ قربانی کرنی چاہیئے تھی۔ وہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ اور آئیندہ تین سالوں میں زیادہ قربانی کر کے اس آخری دور میں اپنے آپ کو آگے نکالنے کی کوشش کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات پیش کرتے ہوئے ان احباب سے جن کے وعدے سال ہشتم آنے والے ہیں۔ درخواست ہے۔ کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ان ارشادات کو جو شروع سال کے خطبہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ پڑھ کر اپنے وعدے نمایاں اضافہ اور غیر معمولی زیادتی کیساتھ اپنے امام کے حضور پیش کریں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔

وہ لوگ جن کا ساتواں سال واجب الادا ہے۔ اور جنوری کے آخیر تک حضور نے ادا کرنے کی مہلت فرما دی ہے۔ اور بعض کی مہلت جنوری کے بعد بھی ہے۔ پس ایسے دوست بھی سال ہشتم کا وعدہ کریں۔ چنانچہ فرمایا:۔

"میں ان کو بھی جو سابق سال کا چندہ ادا نہیں کر سکے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان سے جو کوتاہی ہو

ضرورت رشتہ

ایک نہایت مخلص احمدی گریجوایٹ دوست کے لئے جو بمشاہرہ پونے دوصد روپیہ ماہوار سرکاری ملازم ہیں۔ اور جن کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ ان کی پہلی بیوی سے بچے بھی ہیں۔ لڑکی تعلیم یافتہ مخلص احمدی۔ خوش صورت وسیرت ہونی چاہیئے۔ ذات کی کوئی قید نہیں۔

جملہ خط وکتابت

بنام

م ۳ معرفت منیجر صاحب الفضل قادیان

الفضل کے "خطبہ نمبر" کے خریداران کی خدمت میں

ہم نے حسب اعلان سابقہ الفضل کے "خطبہ نمبر" کے ان خریداران کی خدمت میں وی۔ پی ارسال کر دیئے ہیں جن کا چندہ ختم ہے۔ بذریعہ اعلان ہذا احباب سے مؤدبانہ گذارش کی جاتی ہے۔ کہ وی۔ پی وصول فرما کر مشکریہ کا موقعہ دیں۔

خاکسار منیجر "الفضل"

وی۔ پی وصول فرمالئے جائیں

جلسہ سالانہ سے قبل اخبار میں ان اصحاب کی فہرست شائع کی گئی تھی۔ جن کا چندہ ختم ہے۔ اور درخواست کی گئی تھی۔ کہ احباب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر چندہ ادا فرمادیں۔ یا بذریعہ منی آرڈر رقم ارسال فرمادیں۔ بعض احباب وعدہ کرنے کے باوجود جلسہ سالانہ کے موقعہ پر چندہ ادا نہیں کر سکے۔ اب اس اعلان کے ذریعہ سے تمام احباب سے جن کا چندہ ختم ہے۔ گذارش ہے۔ کہ ان کی خدمت میں وی۔ پی ارسال کئے جارہے ہیں۔ امید ہے سب اصحاب وصول فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

(منیجر)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۵ رجنوری۔ وشی کابینہ کے دو وزیر ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ ایک وزیر ریلوے لائن کے قریب اور دوسرا اپنے مکان میں ہلاک پایا گیا۔ ان میں سے ایک وزیر داخلہ تھا۔ اسی طرح پیرس کے ایک ریستوران میں جہاں اکثر جرمن آیا جایا کرتے ہیں۔ بم پھینکنے کی واردات ہوئی نازی کمانڈر نے حکم دیا ہے کہ پیرس کے تمام ریستوران سینما اور تھیٹر وغیرہ ۵ بجے شام بند ہو جایا کریں۔

لنڈن ۶ رجنوری۔ آج سویرے چنکنگ کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ چینیوں نے جاپانی فوج کے چار ڈویژن گھیرے میں لے لئے ہیں۔ اس علاقہ میں زور کی بارش ہو رہی ہے۔ اور لڑائی کے میدان میں کیچڑ ہی کیچڑ ہونے کی وجہ سے جاپانی کچھ نہیں کر سکے۔

لنڈن ۶ رجنوری۔ امریکہ کے بڑے بمبار دستوں نے فلپائن کے پاس جاپان کے جہازوں پر حملہ کیا۔ اور ایک مارو جہاز کو ڈبو دیا۔ دوسرے جہازوں کو بھی نقصان پہنچا۔ سارے ہوائی جہاز سلامتی سے واپس آ گئے

لنڈن ۶ رجنوری۔ منیلا کی شمال مغربی طرف جاپانی فوجوں نے حملہ کیا۔ جس کا منہ توڑ جواب دیا گیا۔

رنگون ۶ رجنوری۔ اس وقت تک رنگون پر جو ہوائی لڑائیاں لڑی گئی ہیں۔ ان میں پانچ جاپانی جہاز تباہ ہو چکے ہیں۔

نیویارک ۶ رجنوری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ بحر اوقیانوس میں ایک اطالوی تجارتی جہاز پکڑ لیا گیا۔ جس کا نام مارکونی ہے۔

بھاگلپور ۶ رجنوری۔ آل انڈیا ہندو مہا سبھا کے صدر مسٹر ساورکر اور دوسرے ہندو مہا سبھائی لیڈروں کو آج صبح بھاگلپور میں رہا کر دیا گیا

لنڈن ۶ رجنوری۔ چنکنگ کے ایک فوجی نمائندہ نے بیان کیا ہے کہ آج نہیں تو کل سارے مورچہ پر جاپانیوں کی بچی کچی فوج کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ یہاں جاپانی چینیوں کے مقابلہ میں بھاگ رہے ہیں۔

سنگاپور ۶ رجنوری۔ سنگاپور پر آج جاپانی ہوائی جہاز بہت اونچے اڑے۔ اور انہوں نے کچھ بم گرائے۔ صرف ایک جانی نقصان ہوا۔ بعض مکانوں کو معمولی سا نقصان پہنچا۔

واشنگٹن ۶ رجنوری۔ جنگی دفتر میں کہا گیا ہے۔ کہ جاپانیوں کو فی الحال فلپائن سے نکال دینا مشکل ہے۔ مگر آخر وقت تک مقابلہ جاری رکھا جائے گا۔

رنگون ۶ رجنوری۔ گورنر برما نے لوگوں کے نام ایک پیغام جاری کرتے ہوئے کہا۔ برما کے سامنے سخت امتحان کی گھڑی ہے۔ مگر یہی موقع یہ ثابت کرنے کا ہے کہ برما کے لوگ انسانیت کے دشمنوں کو کچل کر رکھدینگے۔ نیز کہا کہ ہم نے لڑائی جیتنے کا پکا ارادہ کر رکھا ہے۔

لنڈن ۶ رجنوری۔ روسی فوجوں نے کریمیا میں کرچ کے سارے علاقہ پر قبضہ کر لیا ہے اور اس وقت تک ۵۰ میل کا فاصلہ طے کر چکی ہیں۔ برلن ریڈیو نے مان لیا ہے کہ روسی فوجیں ماسکو کے مورچہ کو توڑ کر آگے نکل آئی ہیں۔ کیونکہ ان کی تعداد جرمن فوج سے بہت زیادہ ہے۔ اور ان کے پاس بھاری ٹینک ہیں۔

واشنگٹن ۵ رجنوری۔ منیلا کے شمال میں ایک معرکہ میں ۸۰۰ جاپانی ہلاک ہو گئے۔ منیلا میں یہ پہلا موقع ہے کہ دشمن کو اتنا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جاپانی فوجیں اپنے سے بہت کم اتحادی فوجوں پر دو مقامات سے حملہ کرنا چاہتی تھیں مگر انکو منہ کی کھانی پڑی۔ ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ جزیرہ کورریگیڈور پر جاپانی طیاروں نے مسلسل تین گھنٹے حملہ کیا۔ چار جاپانی طیارے گرا لئے گئے۔

انقرہ۔ ۵ رجنوری۔ جرمن سپاہیوں کی ایک پارٹی مشرقی محاذ سے بھاگ کر بلغاریہ کے رستے سرحد پار کر کے ترکی پہنچی ہے۔ اس پارٹی کے تمام افراد کو نظر بند کر لیا گیا ہے۔ جرمن سپاہیوں کے اس فرار سے روس کے جوابی حملہ کی شدت ظاہر ہوتی ہے

جبل پور ۵ رجنوری۔ ضلع جبل پور میں طاعون پھیلنے کے سبب گورنر سی۔ پی اور برار نے قانون وبائی امراض کے ماتحت ضلع میں تین ماہ کے لئے حفاظتی تدابیر کا نفاذ کر دیا ہے۔

رنگون ۵ رجنوری۔ ڈیفنس کمشنر نے اعلان کیا ہے کہ سیام اور برما کی سرحد پر چینی۔ ہندوستانی اور برطانی فوجوں نے مورچے سنبھال لئے ہیں۔ اور تمام سرحد کے ساتھ ساتھ قلعہ بندیوں کا ایک وسیع سلسلہ بنا لیا گیا ہے جو سینکڑوں میل کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اب ان تمام مقامات کو مضبوط کر لیا گیا ہے۔ جن پر جاپانی حملوں کا خطرہ ہو سکتا ہے

لنڈن ۵ رجنوری مغربی ملایا کے ساحل پر جاپانیوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیوں کے ذریعہ مزید فوج اتار دی ہے اس فوج کی تعداد گو زیادہ نہیں۔ لیکن اس کی وجہ سے برطانی فوج کے بائیں بازو پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔

ماسکو ۵ رجنوری۔ سوویٹ ہائی کمانڈ نے دعویٰ کیا ہے کہ روسی فوجیں موجائسک کی طرف تین اطراف سے پیش قدمی کر رہی ہیں روسی مشینی فوجوں کے ہراول دستے موجائسک سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر پہنچ گئے ہیں۔ اس طرح موجائسک کی ایک لاکھ جرمن فوج کو تین اطراف سے روسی خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ تازہ اطلاعات کے مطابق روسیوں نے کئی مقامات

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی